ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سید محمد مقیم محکم الدینؒ کی تصنیف "درالعجائب" کا موضوعاتی اور اسلوبیاتی مطالعہ

A Thematic and Stylistic Study of "Dur Al Ajāʾib" by Syed Muhammad Muqeem

Aneela Razaq
PhD Scholar, Department of Persian, University of the Punjab Lahore
anilarazaq1987@gmail.com

Dr. Naseem Ur Rehman
Assistant Professor, Department of Persian, University of the Punjab Lahore
naseem.persian@pu.edu.pk

Abstract

The development of Persian literature in the Indian subcontinent began with the arrival of the Ghaznavids. A significant portion of the subcontinent's literary history is also associated with the Sufi saints, who not only promoted spirituality but also created a vast and enduring intellectual heritage through the Persian language and literature. The present article offers an analytical study of Dur al-ʿAjāʾib, a work by the renowned eleventh-century Hijri Sufi saint and man of letters, Hazrat Syed Muhammad Muqeem Muhkam al-Din (1018 AH–1050 AH). The primary objective of this research is to conduct a critical analysis of the themes and language of Dur al-ʿAjāʾib. The study demonstrates that Syed Muhammad Muqeem Muhkam al-Din accords central importance to maintaining a balance between the rights of God (ḥuqūq Allāh) and the rights of human beings (ḥuqūq al-ʿibād) in the process of moral and spiritual formation.

Keywords: Syed Muhammad Muqeem Muhkam al-Din, Dur Al-Ajaib, Qadria Order, Mystic Literature of Subcontinent

برصغیر میں فارسی زبان کی ترویج واشاعت کا سلسلہ اسلامی فتوحات کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ غزنوی حکمرانوں کی اس خطے میں آمد کے ساتھ ہی فارسی زبان یہاں متعارف ہوئی۔ چونکہ غزنوی سلاطین خود علم دوست اور صاحبِ علم تھے، اس لیے وہ شعراء، اہل دانش اور صوفیاء کی دل کھول کر پذیرائی کرتے تھے۔ اسی شاہی سرپرستی کے باعث دنیا کے مختلف حصوں سے نامور فارسی ادیب اور علماء کھنچے چلے آئے اور یہاں سکونت اختیار کرلی۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی برصغیر میں ایک ہمہ گیر اور مقبول ترین زبان کی حیثیت اختیار کر گئی۔

عہدِ غزنوی میں فارسی زبان کی ترقی کے ساتھ ساتھ اشاعتِ اسلام کا کام بھی جاری رہا۔ ایران سے ہجرت کر کے آنے والے صوفیائے عظام نے برصغیر کے کونے کونے میں اسلام کی روشنی پھیلائی۔ ان بزرگوں کے اعلیٰ اخلاق، انسانیت کے احترام اور مساوات کے عالمگیر پیغام نے یہاں کے مقامی لوگوں کو اس قدر متاثر کیا کہ آج بھی تمام مذاہب کے پیروکاران صوفیاء سے گہری عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ ابتدائی دور میں ان صوفیاء نے فارسی ہی کو اپنی گفتگو اور تحریر کا ذریعہ بنایا، کیونکہ اس وقت یہی زبان علمی، سرکاری اور دفتری حلقوں میں رائج تھی۔ اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ انہوں نے عام لوگوں سے رابطے کے لیے مقامی بولیوں کو بھی اپنایا، لیکن تصنیف وتالیف کے لیے فارسی ہی ان کا اولین انتخاب رہی۔ اس سلسلے کی کڑی کے طور پر، لاہور کے شہرہ آفاق بزرگ سید علی ہجویریؒ نے برصغیر میں تصوف کے موضوع پر پہلی فارسی کتاب 'کشف المحجوب' تحریر کر کے ایک نئی راہ متعین کی۔ اس کے بعد معرفت و سلوک پر مبنی کتب کا ایک وسیع سلسلہ شروع ہوا۔ اسی علمی روایت کے تسلسل میں گیارہویں صدی کی ایک نمایاں شخصیت سید محمد مقیم محکم الدین کی ہے، جنہوں نے اس صوفیانہ ورثے کو آگے بڑھایا اور درالعجائب لکھی۔

حضرت سید محمد مقیمؒ سلسلہ عالیہ قادریہ کے وہ تابندہ ستارے ہیں جنہوں نے خطۂ پنجاب میں معرفتِ الٰہی کی شمع روشن کی۔ آپ دنیائے تصوف میں اپنے لقب "محکم الدین" سے پہچانے جاتے ہیں، تاہم عقیدت مندوں اور عام و خواص میں آپ کی شہرت "حضرت شاہ مقیم" کے نام سے ہے۔

آپ کی درگاہ عالیہ اور روحانی مرکز صوبہ پنجاب کے ضلع اوکاڑہ کے تاریخی قصبہ "حجرہ شاہ مقیم" میں واقع ہے، جہاں آج بھی تشنگانِ علم و عرفان اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ آپ کا تعلق اس جلیل القدر خانوادے سے ہے جس کی جڑیں بغداد شریف تک پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ کے جد امجد، برصغیر کے عظیم روحانی پیشوا حضرت میراں بہاول شیر قلندر رہیں، جو بغداد کی سرزمین پر پیدا ہوئے اور پھر اپنے روحانی فیض سے برصغیر کو سیراب کیا۔ آپ کا سلسلہ نسب نہایت جلیل القدر اور معتبر ہے اور سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے[1]۔

حضرت سید محمد مقیم کی تاریخِ ولادت کے حوالے سے تذکرہ نگاروں کے ہاں مختلف آراء ملتی ہیں، جن کا منطقی جائزہ لینے سے ایک معتبر تاریخ سامنے آتی ہے۔ "تحقیقاتِ چشتی" میں آپ کا سالِ ولادت 1013 ہجری لکھا ہوا ہے[2] جو کہ ایک روایت کے طور پر موجود ہے۔ آپ کے بارے میں دستیاب قدیم تر منابع، "تذکرۂ مقیمی" کے مطابق آپ کا وصال 1050 ہجری میں ہوا[3]۔ اسی تذکرہ میں آپ کی کل عمر مبارک 42 سال بتائی گئی ہے[4]۔ اس حساب سے آپ کا سالِ ولادت 1008 ہجری قمری بنتا ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے۔

حضرت سید محمد مقیم کی علمی و روحانی نگارشات میں اب تک صرف ایک تصنیف "دُر العجائب" منظرِ عام پر آئی ہے، جو راہِ حق کے مسافروں اور سالکینِ طریقت کے لیے ایک روشن چراغ کی حیثیت رکھتی ہے۔ "تذکرہ مشائخِ قادریہ" کے مصنف نے اس احتمال کا اظہار کیا ہے کہ علمی گہرائی کو دیکھتے ہوئے آپ کی مزید تصانیف بھی موجود ہو سکتی ہیں[5]، تاہم دستیاب تاریخی منابع اور قدیم مآخذ میں کسی دوسری کتاب کا تذکرہ یا سراغ نہیں ملتا۔

درالعجائب:

"دُرالعجائب" حضرت شاہ محمد مقیم کی فارسی زبان میں تحریر کردہ ایک شاہکار تصنیف ہے، جس کا مرکزی موضوع تربیتِ سالکین ہے۔ اس کتاب میں صوفیانہ مطالب اور تصوف کے پیچیدہ مسائل کو آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور مستند روایات کی روشنی میں نہایت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی علمی و روحانی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسے تصوف کے موضوع پر ایک لاجواب اور اعلیٰ مرتبے کی حامل تحریر تسلیم کیا گیا ہے۔ اگرچہ کتاب کا قطعی سنِ تالیف معلوم نہیں، تاہم حضرت شاہ مقیم کے عہد (1008ھ تا 1050ھ) کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ علمی ذخیرہ 1030ھ سے 1050ھ کے درمیانی عرصہ میں کسی وقت منصۂ شہود پر آیا۔ کتاب کے متعلق کلیم قادری بیان کرتے ہیں کہ "کتاب نہایت لاجواب ہے اور ایک اعلیٰ حیثیت کی مالک ہے، اس میں مسائل تصوف کا تذکرہ ہے[6]۔"

حضرت شاہ محمد مقیم کی اس مایہ ناز تصنیف کے دو قلمی نسخے مختلف کتب خانوں کی زینت ہیں[7] جبکہ اس کتاب کا اردو ترجمہ مختصر تشریح کے ساتھ چھپ چکا ہے[8]۔

درالعجائب کا موضوعاتی اور اسلوبیاتی مطالعہ:

"درالعجائب" حضرت سید محمد مقیم محکم الدین کے بلند پایہ صوفیانہ افکار کا ایک ایسا علمی مرقع ہے جس کا محور "انسان سازی" ہے۔ یہ تصنیف محض روایتی قصص و حکایات کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ اس کا گہرا تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی بنیاد بندے اور خالق کے درمیان حائل پردوں کو ہٹانے پر رکھی گئی ہے۔ یہ کتاب قاری کو ایک ایسے راستے پر ڈالتی ہے جہاں دنیا کی عارضی حیثیت اور آخرت کی دائمی ابدیت کا تصور واضح ہو کر سامنے آتا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ہے۔ مصنف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جب تک انسان کا باطن توبہ، عاجزی اور اخلاص سے منور نہیں ہوتا، وہ حقیقی روحانیت کی لذت سے آشنا نہیں ہو سکتا۔ایک جگہ توبہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قبول توبه را از چهار چیز توان یافت، اول آنکه زبان دروغ و غیبت نگاه دارد و دوم آنکه دشمنی...هیچکس در دل ندارد و سیوم از رفیقان بد پرهیز کند و با مردان صلاح بنشیند تا برکت ایشان آن نیز نیک بخت گردد؛ چهارم با دل پریشان بود که بر سر گناه نرود و در طاعت جهد کند و مرگ را فراموش نکند و در اندوه آخرت باشد..."[9]

(توبہ کی قبولیت چار چیزوں سے حاصل کی جاسکتی ہے، پہلی یہ کہ زبان کو جھوٹ اور غیبت سے بچائے اور دوسری یہ کہ کسی کی دشمنی دل میں نہ رکھے اور تیسرا برے ساتھیوں سے پرہیز کرے اور مصلح لوگوں کے ساتھ بیٹھے تاکہ ان کی برکت سے یہ بھی نیک نصیب ہو جائے؛ چوتھی، دل میں پریشان رہے کہ گناہ نہ کرے اور اطاعت کی کوشش کرے اور موت کو نہ بھلائے اور آخرت کی فکر میں رہے)

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت اس کا "اصلاحی اسلوب" ہے، جو علم کو عمل کے ساتھ جوڑنے پر اصرار کرتا ہے۔ حضرت سید محمد مقیم محکم الدین نے اس تحریر میں تزکیۂ نفس کے مشکل ترین مقامات کو قرآنی ارشادات اور نبوی ﷺ تعلیمات کی روشنی میں نہایت سہل اور مؤثر بنا کر پیش کیا ہے۔ کتاب کا ہر باب اور ہر حکایت انسانی اخلاق کے کسی نہ کسی پہلو، جیسے غصے پر قابو پانا، صبرِ جمیل اختیار کرنا اور تکبر سے بچنا وغیرہ، کی تربیت کرتی نظر آتی ہے۔ "درّ العجائب" ایک باطنی آئینہ ہے جس میں قاری اپنے عیوب دیکھ کر ان کی اصلاح کی فکر کر سکتا ہے، جو اسے ایک صالح معاشرے کا فعال رکن بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

حضرت سید محمد مقیم محکم الدین کی اس تصنیف کے موضوعات کا اگر مطالعہ کیا جائے، تو یہ ایک ایسی مربوط زنجیر کی مانند نظر آتے ہیں جس کا ہر حلقہ انسانی شخصیت کے ایک خاص پہلو کی تراش خراش کرتا ہے۔ کتاب کے مندرجات محض اتفاقی ابواب نہیں، بلکہ ایک منظم تربیتی نصاب کی حیثیت رکھتے ہیں، جن میں توبہ کی ابتدائی منزل سے لے کر، رضا بالقضا کی آخری حدوں تک کا سفر طے کروایا گیا ہے۔ مصنف نے ان موضوعات کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ روحانی ترقی کے لیے جہاں عبادات کی بجاآوری ضروری ہے، وہاں اخلاقی برائیوں مثلاً غیبت، تکبر اور حرص سے بچنا بھی ناگزیر ہے۔ذیل میں اس کتاب کے اہم موضوعات درج کیے جا رہے ہیں جو طالبِ حق کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر، والدین کے حقوق، قرابت داروں کے حقوق، ہمسائیوں کے حقوق، نماز جنازہ پڑھنے کے فضائل، شراب، جوا اور بت پرستی کے بارے میں، سچ کے بارے میں، بدگمانی، غیبت اور جاسوسی کے بارے میں، چغل خوری کے بارے میں، حسد کے بارے میں، تکبر کے بارے میں، عورتوں کے بارے میں، غصہ اور معافی کے بارے میں، زبان درازی اور خاموشی کے بارے میں، درویشوں سے دوستی کے بارے میں، صبر کے بارے میں، وضو اور پاکیزگی کے بارے میں، اذان کے بارے میں، نماز کے بارے میں، تلاوت قرآن مجید کے بارے میں، روزہ کے بارے میں، زکوۃ، خیرات و صدقات کے بارے میں، غلاموں سے حسن سلوک کے بارے میں، یتیموں سے حسن سلوک کے بارے میں، زنا اور بدکاری کے بارے میں، سود کے بارے میں، کم تولنے کے بارے میں، دوسروں سے نیکی کرنے کے بارے میں، خوف خدا کے بارے میں، ذکر الٰہی کے بارے میں، حضور ﷺ پر درود و صلوٰۃ کے بارے میں، اصحاب رسول کے بارے میں، شکر کے بارے میں اور خلق کے بارے میں۔

در العجائب کے ان مندرجات کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان میں انسانی زندگی کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ ان موضوعات کا تنوع یہ ثابت کرتا ہے کہ مصنف کا مقصد محض انفرادی پارسائی تک محدود نہ تھا، بلکہ وہ ایک ایسے مثالی معاشرے کی تشکیل چاہتے تھے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے توازن پر قائم ہو۔ایک طرف جہاں وضو، اذان، نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسے ارکانِ اسلام کے ذریعے بندے کا تعلق خالق سے مضبوط کرنے کی تربیت دی گئی ہے، وہاں دوسری طرف والدین، ہمسائیوں، یتیموں، غلاموں اور قرابت داروں کے حقوق پر زور دے کر سماجی انصاف اور ہمدردی کا درس دیا گیا ہے۔ یہ موضوعات قاری کو باور کرواتے ہیں کہ دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں عبادت کے ساتھ ساتھ خلقِ خدا کے ساتھ حسنِ سلوک ہی اصل تصوف اور معرفت ہے۔

تجزیاتی طور پر اس کتاب کی ایک اور بڑی خصوصیت معاشرتی برائیوں اور باطنی امراض کے خلاف ایک مضبوط دفاعی نظام فراہم کرنا ہے۔ مصنف نے شراب، جوا، زنا، سود اور ناپ تول میں کمی جیسی سنگین معاشی اور سماجی برائیوں کی مذمت کے ساتھ ساتھ نہایت باریک بینی سے ان برائیوں کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ بدگمانی، غیبت، چغل خوری، حسد اور تکبر جیسی باطنی بیماریوں پر جرح کرتے ہوئے خاموشی، سچائی، عاجزی اور صبر و شکر کی ترغیب دی گئی ہے۔ خاص طور پر "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کو ان تمام اصلاحی کوششوں کا مرکز قرار دیا گیا ہے، تاکہ نیکی کا حکم دینے والا پہلے خود خوفِ خدا، ذکرِ الٰہی اور درود و سلام کی برکات سے اپنے نفس کو پاک کرے۔ غرض یہ کہ یہ تمام موضوعات مل کر ایک ایسے ہمہ گیر اخلاقی نظام کی تصویر کشی کرتے ہیں جو انسان کو دنیا کی گراوٹ سے نکال کر اصحابِ رسولؐ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے رضائے الٰہی کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔

کتاب کے ان ہمہ گیر موضوعات کو محض نظریاتی طور پر بیان نہیں کیا گیا بلکہ حضرت سید محمد مقیم محکم الدین نے ہر اخلاقی سبق کی تائید میں ٹھوس مثالیں اور سبق آموز حکایات پیش کی ہیں تاکہ قاری کے ذہن میں وہ نقش ہو جائیں۔ ذیل میں چند موضوعات کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

1۔ امر بالمعرف و نہی عن المنکر:

معاشرے کی اصلاح کے حوالے سے یہ کتاب "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) کے لیے سخت شرائط پیش کرتی ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے خود علم حاصل کرے، اس کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو، اس کے لہجے میں شفقت اور نرمی ہو، اور وہ دوسروں کی تلخ باتوں پر صبر کرنے والا ہو۔ سب سے اہم بات یہ کہ وہ خود ان باتوں پر عمل پیرا ہو جن کی وہ دوسروں کو دعوت دے رہا ہے۔ یہ کتاب سکھاتی ہے کہ اصلاح کا کام صرف تقریر سے نہیں بلکہ اپنے کردار اور عمل سے کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق وہ ایک حکایت درج کرتے ہیں:

"حکایت آورده اند که مردی باصلاحیت بود و پیوسته امر معروف و نهی منکر می کردی. و رنجی که به وی رسیدی صبر کردی. و یک روز چنان عظیم بر وی کردند، از امر معروف دست باز داشت و از شهر خود به شهر دیگر رفت. در بازار نشسته بود.نگاه کرد خود را و دست پای خود را سیاه دید. ناگاه مردی از خانه بیرون دوید و طپانچه بر روی وی زد و گفت: ای مبارک! چرا گریختی؟ آن مرد گفت، من به تعجب ماندم. آن مرد دست مرا بگرفت و بخانه برد. مردمان می آمدند و مرا سرزنش می کردند، که چهار ماه هست که گریخته و مرا باز می پرسند و بدان شخص می گفت: الحمدالله که غلامِ تو آمد. و بعد ازان مرد گفت که برخیز کار بکن و من کار خراباتی را نمی دانم و مرا می زدند که در این چهار ماه که گریخته فراموش کرده.و مرا این کار بیاموزانیدند و به دست چهار ماه پیشِ ایشان بودند و مرا خیر البتاج نام نهادند. چون مدتی برآمد از خوابِ غفلت بیدار شدم و بدانستم که اینِ خبر آن هست که از امر معروف و نهی منکر دست باز داشته بودم و با خدای تعالیٰ عهد کردم که بعد از این امر معروف و نهی منکر بجا آورم. و چون این عهد کردم نظر کردم روی و دست و پای را سفید دیدم. در این حال از خانه بیرون آمده بر در خانه بنشستم. آن خواجه بدر آمد و مرا نشناخت. از من پرسید که غلام من از خانه بدر آمد، دیدی؟ گفتم نه. پس برخاستم و به مقامِ خود برفتم. و باز به سر امر معروف و نهی منکر شدم".[10]

(حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک باصلاحیت شخص تھا اور مسلسل لوگوں کو امر معروف اور نہی المنکر کی تلقین کرتا تھا۔ اور جو تکلیف اسے پہنچتی تھی، اس پر صبر کرتا تھا۔ ایک روز لوگوں نے اس سے ایسا سخت سلوک کیا کہ اس نے اس امر معروف کی تلقین کو چھوڑ دیا اور اس شہر سے دوسرے شہر چلا گیا۔ وہ بازار میں بیٹھا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں سیاہ ہو گئے ہیں۔ اچانک کسی گھر سے ایک شخص باہر دوڑا اور اس نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا اور کہا: اے مبارک! تو کیوں بھاگ گیا۔ اس شخص نے کہا، میں حیران رہ گیا۔ اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر میں لے گیا۔ لوگ آتے تھے اور مجھے ڈانٹتے تھے کہ تجھے بھاگے ہوئے چار مہینے ہو گئے ہیں اور مجھ سے بازپرس کرتے تھے اور اس شخص سے کہتے تھے کہ الحمدللہ تیرا غلام لوٹ آیا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے مجھے کہا کہ اٹھ اور کام کر اور میں خرابات کا کام نہیں جانتا تھا۔ اور وہ مجھے مارتے تھے کہ بھاگنے کے بعد چار مہینوں میں میں نے وہ کام بھلا دیا ہے۔ اور مجھے انھوں نے یہ کام سکھایا اور میں چار مہینے سے زیادہ ان کے پاس رہا اور انھوں نے میرا نام خیر البتاج رکھ دیا۔ جب کافی مدت گزر گئی تو میں خوابِ غفلت سے بیدار ہوا اور میں نے جانا کہ یہ اس بات کی خبر ہے کہ میں نے امر معروف اور نہی منکر کو چھوڑ دیا تھا۔ اور میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ اس کے بعد میں امر معروف اور نہی منکر کو بجالاؤں گا۔ جب میں نے عہد کیا تو میں نے اپنے ہاتھ پاؤں اور چہرے پر نظر کی اور انھیں سفید پایا۔ میں اسی حال میں گھر سے نکل کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ وہ مالک باہر آیا اور مجھے نہ پہچانا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ میرا غلام گھر سے باہر آیا، تو نے دیکھا؟ میں نے کہا، نہیں۔ چنانچہ میں اٹھا اور اپنی جگہ پر چلا گیا اور دوبارہ امر معروف اور نہی منکر شروع کر دیا)

2۔ والدین سے حسن سلوک کے بارے میں:

حضرت سید محمد مقیم محکم الدین نے اپنی تصنیف میں والدین کے حقوق کو سب سے مقدم اور اہم قرار دیا ہے۔ کتاب کے تجزیاتی مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مصنف کے نزدیک والدین کی خدمت محض ایک اخلاقی فریضہ نہیں بلکہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ایک یقینی ذریعہ ہے۔ کتاب میں مختلف روایات اور حکایات کے ذریعے یہ نکتہ سمجھایا گیا ہے کہ والدین کی نافرمانی انسان کی تمام نیکیاں ضائع کر دیتی ہے، جبکہ ان کی دعا بندے کے لیے تقدیر بدلنے کی طاقت رکھتی ہے۔ تاکید کی گئی ہے کہ ان کے سامنے "اُف" تک نہ کہنا اور ان کے بڑھاپے میں ان کا سہارا بننا ہی ایک حقیقی مؤمن اور صوفی کی پہچان ہے۔ یہ موضوع قاری کو یہ پیغام دیتا ہے کہ روحانیت کی بلندیاں گھر سے شروع ہوتی ہیں اور جو شخص اپنے والدین کا وفادار نہیں، وہ خالق کی وفاداری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق وہ ایک حدیث لکھتے ہیں:

"شخصی به خدمتِ رسول علیه السلام آمد و گفت: یا رسول اللهﷺ نیکی با که کنم؟ فرمود که با مادر و پدر. اگر داری، برو به ایشان نیکی کن که بهشت در زیر قدم ایشان هست. یعنی چون مادر و پدر از شما راضی باشند خدای تعالیٰ از شما خوشنود بود."[11]

(ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ماں اور باپ سے۔ اگر تیرے پاس ہیں تو جا اور ان سے نیکی کر کیونکہ ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ یعنی جب تمھارے ماں اور باپ تم سے راضی ہوں گے تو خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو گا)

در العجائب کا طرزِ تحریر:

کتاب کا طرزِ تحریر نہایت مدلل اور ترتیب وار ہے۔ حضرت سید محمد مقیم محکم الدین کا اندازِ بیاں یہ ہے کہ وہ کسی بھی موضوع یا اخلاقی نکتے کو شروع کرنے سے پہلے اس کی بنیاد قرآنِ مجید کی آیات یا احادیثِ مبارکہ پر رکھتے ہیں۔ اس سے تحریر میں بلا کی جامعیت اور استناد (Authenticity)

پیدا ہو جاتی ہے۔ جب قاری ایک شرعی حکم یا فرمانِ رسول ﷺ پڑھ لیتا ہے، تو اس کی فکری تشفی کے لیے مصنف اس کے ساتھ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے اقوال یا ان کی زندگی کے عملی نمونے پیش کرتے ہیں۔ اس ترتیب کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قاری پہلے حکم کو سمجھتا ہے اور پھر بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں اس کی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے۔

کتاب کا اسلوب "وعظ و نصیحت" کے بجائے "تربیتی اور حکایاتی" ہے۔ مصنف نے صرف خشک نظریات بیان نہیں کیے، بلکہ ہر موضوع کے آخر میں اس سے متعلق نہایت دلچسپ اور ایمان افروز حکایات درج کی ہیں۔ یہ حکایات محض کہانیاں نہیں بلکہ عملی مثالیں ہیں جو مشکل علمی مسائل کو ذہن نشین کرانے میں مدد دیتی ہیں۔ تحریر میں فارسی اور اردو کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے، جہاں 'آوردہ اند' (روایت ہے کہ) جیسے الفاظ سے بات شروع کر کے قاری کی توجہ سمیٹ لی جاتی ہے۔ یہ اسلوب قاری کو اکتاہٹ کا شکار نہیں ہونے دیتا بلکہ ایک کہانی کی صورت میں اسے اخلاق کی بلندیوں تک لے جاتا ہے۔ مجموعی طور پر، کتاب کا اسلوب سادہ، پر اثر اور صوفیانہ رنگ میں رنگا ہوا ہے جو براہِ راست دل پر دستک دیتا ہے۔

حواشی

1۔ حسینی استر آبادی، سید احمد علی، تذکرۂ مقیمی، نسخہ خطی، شمارہ3662، (اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش، 1341ق)، 8۔

2۔ چشتی، نور احمد، تحقیقاتِ چشتی، (لاہور: الفیصل ناشران کتب، 2012ء)، 303۔

3۔ حسینی استر آبادی، سید احمد علی، تذکرۂ مقیمی، نسخہ خطی، شمارہ3662، (اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش، 1341ق)، 161۔

4۔ ایضاً، 20۔

5۔ کلیم قادری، محمد دین، تذکرۂ مشائخ قادریہ (لاہور: مکتبہ نبویہ، 1975)، ص162-163

6۔ ایضاً۔

7۔ منزوی، احمد، فہرست مشترک نسخہ ہائی خطی فارسی پاکستان، جلد چہارم، (اسلام آباد: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، 1975ء)، ص2319

8۔ کلیم قادری، محمد دین، تذکرۂ مشائخ قادریہ (لاہور: مکتبہ نبویہ، 1975)، ص 162

9۔ سید محمد مقیم، محکم الدین، درالعجائب، نسخہ خطی، شمارہ273، (اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش، بی تا)، ص12

10۔ ایضاً، ص 30-31

11- ایضاً، ص31

BIBLIOGRAPHY

- Chishti, Noor Ahmad, *Tehqiqat-e Chishtī*, (Lahore: Alfaisal Publications, 2014)
- Hussaini Astarabadi, Syed Ahmad Ali, *Tazkira-e Muqīmi*, Manuscript, No. 3662, (Islamabad: Ganj Bakhsh Library, 1341AH)
- Kaleem Qadir, Muhammad Din, *Tazkira Mash'aikh-e Qadiria*, (Lahore: Maktaba Nabavia, 1975)
- Munzavi Ahmad, *Fehrist-e Mushtarak-e Nuskha Ha e Khati Farsi Pakistan*, Vol 4 (Islamabad: Iran Pakistan Institute of Persian Studies, 1985)
- Syed Muhammad Muqeem, Mohkam Ud Din, *Dur al-Ajaib*, Manuscript, (Islamabad, Ganj Bakhsh Library)
- Syed Muhammad Muqeem, Mohkam Ud Din, *Dur al-Ajaib*, Urdu Translation: Haq Nawaz Khan, (Lahore: Maktaba Hazrat Shah Muqeem, 2009)

☆☆☆☆☆